احسان الٰہی ظہیر

موسیقی اور اسلام

فسادِ زمانہ سے جو چیزیں مسلمانوں میں عام رواج پا چکی اور دین و مذہب سے بیگانگی کے سبب جو اشیاءِ محرمہ حلال قرار دی جا چکی ہیں ان میں سے ایک گانا بجانا بھی ہے۔ اچھے اچھے متدین گھرانوں میں دن رات ریڈیو سے گانے سنے، اور ٹیلیویژن پر محافلِ موسیقی اور رقص و سرود سے حظ اٹھایا جاتا ہے اور اسے کوئی عیب تک نہیں سمجھا جاتا۔

ادھر نام نہاد صوفی لذاتِ نفسانی کے حصول کے لیے اسے "سماع" کا نام دے کر جائز ٹھہراتے ہیں اور اس کے لیے دور از کار تاویلیں ڈھونڈتے اور پرانے بزرگوں سے اس کی سند لیتے ہیں اور حیرانگی کی بات ہے کہ کچھ اچھے بھلے لوگ بھی اپنی شاعرانہ طبیعتوں یا طبعی مناسبتوں سے ان کے ہمنوا ہو گئے ہیں اور عام لوگوں کے لیے ان کی تحریرات فتنہ کا باعث بن گئیں۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ جو اپنے بڑے بھائی ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کی طرح ہمیشہ اسلام کا حلیہ بگاڑنے اور اس کی تعلیمات کو مسخ کرنے کے درپے رہا ہے۔ اس کے ایک رکن نے تو اس موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھ ماری جس میں اگرچہ کوئی نئی بات تو نہ تھی۔ وہی ابن حزم کے پرانے حوالے "نہایۃ الادب" کے باب موسیقی میں ذکر کردہ روایتیں اور کچھ صوفیوں کے نکات لیکن اردو میں مرتب ہونے کی وجہ سے بے عمل اور اباحیت پسند نوجوانوں کو اچھا خاصا مواد ہاتھ آ گیا اور چند دن اس کا خاصا چرچا رہا

میں نے ان ہی دنوں جب کہ کتاب بازار میں آئی اور میں گوجرانوالہ کے چھوٹے سے مدرسہ جامعہ اسلامیہ میں طلب علم میں مشغول تھا۔ اس کا ایک مختصر مگر جامع جواب لکھا جو متعدد دینی رسائل میں چھپا۔ اس کے بعد مولانا ابوالکلام آزادؒ کی "غبار خاطر" کا آخری باب اور خواجہ حسن نظامی کے رسالہ "منادی" کے چند شمارے نظر سے گزرے نیز "نہایۃ الادب" اور ابن حزمؒ کی مشہور عالم کتاب "محلی" کے وہ صفحات بھی براہ راست دیکھنے کا اتفاق ہوا جس میں انہوں نے موسیقی کو جائز کرتے کرتے صحیح بخاری تک کی احادیث کو ضعیف قرار دے دیا ہے۔

عالم عرب میں قیام کے دوران جوازِ غنا پر چند ایک عربی رسالے اور کتابیں بھی دیکھنے میں آئیں۔ اس وقت اس موضوع پر مستقل اور تحقیق سے لکھنے کا خیال پیدا ہوا تاکہ اس بیماری سے جو وبا کی صورت اختیار کر چکی ہے لوگ آگاہ ہو سکیں اور اس کی مضرتوں اور قباحتوں سے آشنا ہوتے ہوئے اس کے بارہ میں قرآن و سنت کے احکام سے باخبر ہو سکیں اور انہیں معلوم ہو سکے کہ چند یا عام مسلمانوں کا ایک چیز کو اپنانا اور کرنا اور بات ہے، اسلام کا اسے جائز ٹھہرانا یا رد کرنا اور بات، مسلمانوں کی ہر کہی ہوئی یا کی ہوئی بات حجت نہیں بلکہ اسلام کی ہر بات حجت و سند کا درجہ رکھتی ہے۔

زیرِ نظر مقالے کا ابتدائی حصہ مدینۃ الرسولؐ میں لکھا ہوا ہے۔ چونکہ اس کے لکھتے وقت پہلا ذکر کردہ مقالہ بھی سامنے تھا اس لیے اس میں کہیں کہیں مناظرے کا رنگ آگیا ہے اور کوشش کی گئی کہ بات بغیر دلائل و شواہد کے نہ کہی جائے۔ امید ہے کہ اس سے انشاءاللہ حق تک پہنچنے میں کافی مدد ملے گی اور مسئلہ کے کئی مخفی پہلوؤں سے نقاب اٹھ جائے گا۔

احسان الٰہی ظہیر

موسیقی یونانی لفظ ہے۔ یونانی سے عربی میں آیا اور پھر عربی سے اردو، فارسی میں بھی اسی نام سے مستعمل ہوا۔ انگریزی میں اسے میوزک (MUSIC) فرانسیسی میں میوزیق (MUSIQUE) لاطینی میں میوزیکا (MUSICA) اور جرمنی میں میوزیکے (MUSICAY) کہتے ہیں۔

موسیقی کس کی، کب کی اور کہاں کی ایجاد ہے؟ اس میں اختلافِ کثیر ہے تمدن قدیم کے وارثین اِسے یونان کی پیداوار کہتے ہوئے اسے اپنے دیوتا میوزس کی نو بیٹیوں کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ہندو اس کا انتساب اپنے دیوتا خالقِ کائنات کی طرف کرتے ہیں کہ برہما نے اسے ایجاد کیا اور رگ وید، سام وید، اتھرو وید اور یجر وید چار الہامی کتابوں کے ذریعے اس کی تشہیر کی۔ یا یوں کہ برہما موجد، حضرت رشی ایسراؤں کے استاد اور نارد رشی معلم عوام الناس۔ بعض کے یہاں خالقِ سنگیت مہادیو اور اس کے ماتحت چھ دیو اور تیس پریاں، پریوں کا کام گانا بجانا ہے اور دیو ذیل میں مذکورہ چھ راگ بھیروں، مالکوس ہینڈول، دیپک، میگھ اور بسری۔ پریاں رام کلی، ٹوڈی اور اساوری۔ ویسے آج کل سات سُر ہی مشہور ہیں۔ ایرانی موسیقی کو حکیم فیثا غورث کی تخلیق بتلاتے ہیں مصری اپنے دیوتاؤں کو موجد قرار دیتے ہیں تو کوئی زرتشت کو خالقِ اول کہتا ہے۔ بعض عصائے موسیٰ کو سببِ تخلیق قرار دیتے ہیں۔ یہودی بحوالہ تورات توبال نامی شخص کو جو آدم علیہ السلام کی ساتویں پشت میں سے تھا موجد کہتے ہیں اور کچھ ان تمام سے الگ ایک پرندہ کو جسے یونانی میں قینقس، عربی میں طینفس، فارسی میں آتش زن اور سنسکرت میں دیپک لاٹ کہتے ہیں، موسیقی کا خالق مانتے ہیں کہ جب اس پرندہ کی عمر ایک ہزار سال ہو جاتی ہے تو یہ گھاس تنکے اکھٹے کرکے اس کے گرد رقص کناں ایک راگ الاپتا ہے چونکہ اس کی ناک میں سات سوراخ ہوتے ہیں بدیں وجہ ان سات سوراخوں سے سات مختلف قسم کے راگ نکلتے ہیں۔ انتہائے کار جب اس کا راگ و رقص پورے شباب پر پہنچتا ہے تو ایک سوراخ سے نکلنے والا راگ جسے دیپک راگ کہتے ہیں اس ڈھیر کو الاؤ میں بدل دیتا ہے پھر مستی اور جنون میں وہ خود بھی اس دہکتے ہوئے الاؤ میں گر کر ختم ہو جاتا ہے اور پھر اسی آگ کی خاک سے اس پرندے کی پیدائش ہوتی ہے۔ غرض اسی طرح اس کی پیدائش، جائے تخلیق اور موجد میں مختلف اقوال و آراء ہیں۔

موسیقی میں مستعمل آوازوں کو ہندی میں سُر کہتے ہیں۔ ان کی کل تعداد بائیس ۲۲ ہے اور ان میں سے ہندی میں سات اور عربی میں بارہ متداول ہیں۔ پھر راگ تین قسموں پر منقسم ہے

- رات بارہ بجے سے صبح بارہ بجے تک راگوں کو اتر راگ کہا جاتا ہے۔ اور
- صبح بارہ بجے سے رات بارہ بجے تک گائے جانے والے راگوں کو پورو راگ؛ اور
- جو دونوں وقتوں کے ملاپ میں گائے جائیں انہیں پرکاش راگ کہا جاتا ہے۔

راگوں کی کل تعداد بعض کے نزدیک لامحدود و لا محدود ہے اور بعض ان کی تعداد چونتیس ہزار آٹھ سو اڑتالیس بتلاتے ہیں۔ لیکن ان میں سے عموماً بیس پچیس راگ گائے جاتے ہیں۔ بہر حال موسیقی کا اطلاق تین چیزوں پر ہوتا ہے، گانا، بجانا اور رقص ان تینوں چیزوں کا ملاپ موسیقی کی انتہا ہے۔

عربوں کے ہاں ظہور اسلام سے پہلے موسیقی رائج اور مدون و مرتب نہیں تھی۔ بلکہ اس کے چند اجزاء متفرق و منتشر صورت میں موجود تھے یعنی نہ تو ان میں اس وقت کوئی سر تال تھی اور نہ کوئی راگ و رقص جب عرب تجارت وغیرہ کے لیے اکناف و اطراف عالم میں گھومے تو روم و ایران سے، جو اس وقت دنیا کے عیاشی ترین ممالک میں شمار ہوتے تھے ان کی تہذیب و تمدن پر کافی اثر ڈالا اور عرب ان کے (CUL-TURE) سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ اسی نتیجے میں ان کے پاس باجے، مزامیر اور گانے بجانے کی تعلیم پہنچی۔ روم و ایران کے محلات سے نکلی ہوئی اور یونان کے معابد کی پروردہ موسیقی جب صحرائے عرب میں پہنچی تو اس نے ایک نیا روپ دھار لیا۔ خالق فیاض نے فلک نیلی فام کے نیچے اور فرش دالمہ کے اوپر بسنے والوں کو آواز بھی خوب دی تھی۔ راگ جب رنگ و بو میں غوطہ زن ہوا تو پھولوں کی تراوت اور شراب کی مستی لے کر نمودار ہوا۔ مے ساقی و موسیقی نے انہیں ہر چیز سے بے پرواہ اور مستغنی کر دیا اور دنیا کی دلیر ترین اور زور آور قوم ان کے فیضان سے چند ہی دنوں میں اپنا وقار کھو گئی۔

کبھی اسے کسریٰ کے شاہسواروں نے روندا تو کبھی قیصر کے گھوڑوں کے سموں تلے کچلی گئی اور کسی وقت اسے نعمان بن منذر کا باجگزار بن کر رہنا پڑا لیکن عرب پھر بھی گیت و سنگیت کی مستی میں مستغرق اور سرود رود سے آدیزاں اور چمٹے رہے۔ اسی زمانہ میں اسلام کا ظہور ہوا اور ایک عمل، ایک کردار اور ایک مکمل ضابطہ حیات لے کر نمودار ہوا۔ اس نے بتلایا کہ یہ راگ و رنگ اور طاؤس و رباب تمہاری تباہی کا سبب، تمہاری بربادی کی وجہ اور تمہارے انحطاط و تنزل کا ذریعہ ہیں۔ زندہ قوموں کی موسیقی، رنگ و روپ نہیں بلکہ تلواروں کی جھنکار، تیروں کی بوچھاڑ، جھنڈوں کی سرسراہٹ، نیزوں کی لپک اور بھالوں کی چمک دمک کا نام ہے۔ مسرت و خوشی خدمت موسیقی میں نہیں بلکہ مریضوں کی دیکھ بھال، یتامیٰ کی پرورش، بیواؤں کی نگہبانی، مساکین کی نگہداری، حفاظت وطن اور معاشرتی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں ہے۔

اسلام اور موسیقی دو متضاد چیزیں ہیں۔ اسلام نام ہے عمل کا اور موسیقی کو قرآن میں بے عملی، لہو اور فضول چیز کہا گیا ہے۔ اسلام ہمہ وقتی کام کی دعوت دیتا ہے اور موسیقی ضیاع وقت کی۔ اسلام عمل کا پیامبر اور موسیقی

اہمال کی داعیہ۔ چنانچہ قرآن کریم میں خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ [1]

۔کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو لہو حدیث کو اختیار کر کے جہالت سے لوگوں کو بھٹکاتے ہیں اور آیاتِ خداوندی کو نشانۂ مذاق بناتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

تحقیق لفظ "لہو الحدیث"

یہاں لفظ "لہو الحدیث" قابلِ تذکرہ ہے لہو، اَلْہٰی کا مصدر ہے۔ لغت عرب کی مشہور ترین اور اہم کتاب قاموس میں لکھا ہے:

"اَلْہٰی کے معنی ہیں اِشْتَغَلَ بِالْغِنَاءِ" گانے میں مشغول ہوا۔" دم

تقریباً یہی کچھ ابن منظور الافریقی نے لسان العرب اور زبیدی نے تاج العروس میں کہا ہے۔

حبر الامت ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس جن کے متعلق حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی تھی:

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْقُرْاٰنَ وَفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ كَمَا يَنْبَغِيْ

اللہ اسے علم دین اور قرآن کا فہم عطا فرما

لہو الحدیث کا معنی بیان کرتے ہیں:

ان المراد بلهو الحديث الغناء۔ لہو الحدیث سے مراد گانا بجانا ہے۔ [2]

اسی طرح ابن کثیر تیسری جلد میں ہے:

عن ابي الصهباء البكري انه سمع عبد الله بن مسعود وهو يسئل عن هذه الاية ومن الناس من يشترى لهو الحديث الخ فقال عبد الله بن مسعود الغناء والله الذى لا اله الا هو يرددها ثلث مرات [3]

ابو الصہباء بکری روایت کرتے ہیں کہ ان کے سامنے حضرت عبداللہ بن مسعود سے سوال کیا

---

[1] سورہ لقمان

گیا کہ لہو الحدیث سے کیا مراد ہے تو انہوں نے تین مرتبہ قسم کھا کر کہا کہ موسیقی۔

اگر راگ کے ساتھ ہو تو گانے بجانے والے آلات کی تعلیم اور اگر آلات نہ ہوں اور صرف گانے ہی کی تعلیم ہو تو اس کا نام موسیقی ہے۔

اسی طرح حضرت جابرؓ، عکرمہؒ، سعید بن جبیرؓ، مجاہدؒ، مکحولؒ، عمرو بن شعیبؓ اور علی بن حزیمہؓ ایسے دور اول کے مشہور ترین مفسرین اور قرآن فہم لوگوں سے بھی لہو حدیث کا معنی غناء ہی منقول ہے بلکہ ابن کثیر اور حافظ ابن قیم نے واحدیؒ وغیرہ سے یہ بھی نقل کیا ہے:

اکثر المفسرین علی ان المراد بلھو الحدیث الغناء

مفسرین کی اکثریت اس بات کی طرف ہے کہ لہو حدیث سے مراد گانا بجانا ہے۔

امام ابو اسحاقؒ بھی یہی کچھ کہتے ہوئے لکھتے ہیں:

اکثر ما جاء فی التفسیر ان لھو الحدیث ھھنا ھو الغناء لانہ یلھی عن ذکر اللہ۔

تفاسیر میں اکثر و بیشتر یہی منقول ہے کہ آیت ومن الناس من یشتری لھو الحدیث سے مراد گانا بجانا ہی ہے کیونکہ یہ اللہ کے ذکر سے غافل کر دیتا ہے۔

مزید افادہ کے لیے میں معتبر ترین تفاسیر کے اقتباسات پیش کرتا ہوں تاکہ امام ابن کثیر و ابو اسحاق کے اس قول کی بھی تحقیق ہو جائے کہ اکثر تفاسیر میں لہو حدیث سے مراد غناء ہی ہے۔

امام زمخشری جو لغت و بلاغت کے امام سمجھے جاتے ہیں، لکھتے ہیں:

لھو الحدیث نحو السمر والاساطیر والاحادیث التی لا اصل لھا نحو الغناء والموسیقار وما اشبہ ذلک [1]

اور حاشیہ پہ موسیقار کا معنی بیان کیا گیا ہے

ھو بالیونانیۃ العلم بصنعۃ آلۃ الغناء ولغیر ما ء صنعۃ الغناء ومعرفۃ النغم وھی من الالفاظ الیونانیۃ [2]

کہ موسیقار گانے بجانے کے آلات کی تعلیم کا نام ہے اور راگ کے بغیر یعنی موسیقی گانوں کا علم

---

[1] تفسیر کشاف ج ۳ [2] تفسیر کشاف

اسی طرح مشہور ترین مفسر امام قرطبیؒ جن کی ثقاہت و فقاہت اور فن تفسیر میں مہارت مسلّم ہے اپنی مایہ ناز تفسیر میں متعدد اقوال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان اولیٰ ما قیل فی ھذا الباب ھو تفسیر لھو الحدیث بالغناء ثم یقول وھو قول الصحابۃ والتابعین [۱]

لہو حدیث کی سب سے بہتر تفسیر —— گانا بجانا ہے اور پھر کہتے ہیں کہ یہی صحابہ اور تابعین کا قول ہے۔

علامہ آلوسی حنفیؒ "روح المعانی" میں بھی اسی طرح کہتے ہوئے عبداللہ بن مسعودؓ کی وہ روایت بھی پیش کرتے ہیں جو پہلے گزر چکی ہے اور پھر ادب المفرد للبخاری سے روایت کرتے ہوئے عبداللہ بن عباسؓ سے بھی نقل کرتے ہیں کہ وہ بھی لہو حدیث کو گانے بجانے سے تعبیر کرتے تھے اور ساتھ ہی بیان کرتے ہیں کہ اس حدیث کو صرف بخاری نے ہی ادب المفرد میں نقل نہیں کیا بلکہ ابن مردویہ، ابن ابی حاتم، بیہقی وغیرہ نے بھی اسے روایت کیا ہے۔ امام ابوجعفر طبریؒ تو مختلف طریقوں سے حضرت ابن عباسؓ سے یہی روایت نقل کرتے ہیں اور دو روایتیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے اور ایک روایت حضرت جابرؓ سے اور اس کے بعد حضرت عباسؓ کے تقریباً تمام شاگرد جن کے اسماء پہلے گزر چکے ہیں اور ان تمام کے بعد حضور اکرم علیہ السلام کی حدیث سے لہو الحدیث کا معنی بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی لہو حدیث کو گانے بجانے سے ہی تعبیر کیا ہے [۲]

امام بیہقیؒ روایت کرتے ہیں حضرت ابن مسعودؓ سے اس آیت کے بارہ میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

ھو رجل یشتری جاریۃ تغنیہ لیلا ونھارا [۳]

یہ اس آدمی کے بارہ میں نازل ہوئی جس نے ایک گانے والی لونڈی اس لیے خریدی کہ اس سے دن رات گانا سنے۔

علامہ آلوسی حنفی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وھذہ الآیۃ نزلت فی النضر بن حارث کما ذکرہ ابن عباس انہ اشتری جاریۃ مغنیۃ فکان لا یسمع باحد یرید الاسلام الا انطلق بہ الی قینتہ ...

---

[۱] تفسیر قرطبی [۲] جامع البیان للطبری [۳] سنن کبریٰ للبیہقی

انطلق به الى قينة فيقول اطعميه واسقيه وغنيه ويقول هذا خير لك مما يدعوك اليه محمد صلى الله عليه وسلم من الصلاة و الصيام [1]

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ آیت نضر بن حارث کے بارہ میں نازل ہوئی کہ اس نے ایک مغنیہ خریدی اور جب بھی کسی کے متعلق سنتا کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے تو اسے لے کر مغنیہ کے پاس آتا اور اسے کہتا کہ اسے کھلاؤ پلاؤ اور گانا سناؤ اور پھر مسلمان سے مخاطب ہوتا کہ یہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم بلاتے ہیں کہ نماز پڑھو اور روزے رکھو۔

اسی طرح ابن حیان بحر المحیط میں لکھتے ہیں:

نزلت في رجل اشترى جارية تغني وقال بهذا نص لهو الحديث المعازف والغناء

کہ یہ آیت اس آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جس نے ایک گانے والی لونڈی خریدی اور پھر کہتے ہیں کہ اسی لیے لہو الحدیث کا معنی گانا بجانا کیا جاتا ہے۔

اس کی تائید وہ حدیث بھی کرتی ہے جسے ابو امامہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

شراء المغنيات وبيعهن حرام وقرأ هذه الاية ومن الناس من يشتري لهو الحديث [2]

گانے والی لونڈیوں کی خرید و فروخت حرام ہے اور پھر یہ آیت پڑھی ومن الناس من يشتري الخ

ابن کثیرؒ سے بھی یہ روایت منقول ہے۔ چنانچہ اس آیت کا شان نزول بھی یہی بتلاتا ہے کہ آیت غناء کے بارہ میں اتری ہے اور لہو الحدیث کے معنی گانا بجانا ہے جیسا کہ پہلے صحابہ تابعین اور ائمہ مفسرین سے نقل کیا جا چکا ہے۔ اس لیے بعض ائمہ نے تو یہاں تک کہدیا ہے کہ حرمت موسیقی کے لیے یہی ایک آیت کافی ہے۔

---

[1] تفسیر کشاف ج ۲ ص ۱۰۳ [2] تفسیر طبری